66504 ـ نماز تراویح میں قرآت کرنا

سوال

ہمارا امام ہر روز نماز تراویح میں مختلف جگہ سے قرآن مجید کی قرآت کرتا ہے، لہذا نماز تراویح میں مختلف سورتوں اور جگہوں سے قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نماز تراویح میں قرآت کے سلسلہ میں افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ ایك بار قرآن مجید ختم کیا جائے، اس کے لیے بخاری شریف کی اس حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے جس میں ہے کہ رمضان المبارك میں جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اس سے یہ سمجھنا ممکن ہے کہ امام کا رمضان المبارك میں نماز تروایح میں قرآن مجید پڑھ کر ختم کرنا قرآن مجید کا دور کرنا ہے، کیونکہ اس میں مقتدیوں کے لیے مکمل قرآن سننے کا فائدہ ہے، اسی لیے امام احمد رحمہ اللہ تعالی اس امام کو پسند کرتے جو قرآن مجید ختم کرتا. اور مکمل قرآن مجید سننے کی محبت میں یہ عمل بالکل سلف کے عمل جیسا ہے، لیکن یہ واجب نہیں، کیونکہ اس میں جلدی ہے اور قرآت میں ٹھراؤ نہیں، اور نہ ہی خشوع اور اطمینان کی کوشش کی جاتی ہے، بلکہ قرآن مجید ختم کرنے کے خیال سے اولی اور بہتر یہ ہے کہ خشوع اور اطمینان کو مد نظر رکھا جائے" انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن باز (11 / 331 ـ 333).

اور " الموسوعة الفقهية" میں ہے:

" حنابلہ اور احناف کے اکثر مشائخ اور امام حسن نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہی بیان کیا ہے کہ نماز تراویح میں قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے تا کہ لوگ اس نماز میں مکمل قرآن سن سکیں.

حنفیہ کہتے ہیں کہ ایك بار ختم کرنا سنت ہے، لہذا امام مقتدیوں کی سستی اور کاہلی کی بنا پر قرآن پورا پڑھنا ترك نہ

کرے، بلکہ وہ ہررکعت میں دس آیات کی تلاوت کرے تو اس طرح وہ ختم کر سکتا ہے (یہ اس وقت ہے جب وہ بیس رکعت ادا کرے گا لیکن سنت گیارہ رکعات ہیں)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: ہر رکعت میں تیس آیات تلاوت کرے کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے یہی حکم دیا تھا، تو اس طرح قرآن مجید رمضان میں تین بار ختم ہو سکتا ہے... ...

کاسانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جو حکم دیا تھا وہ فضیلت کے اعتبار سے ہے یہ کہ ایك بار سے زیادہ بار قرآن مجید ختم کرنا، یہ تو ان کے دور میں تھا، لیکن ہمارے دور میں افضل یہ ہے کہ امام لوگوں کے حال کے مطابق قرآت کرے لہذا اسے اتنی قرآت کرنی چاہیے جس سے وہ جماعت سے متنفر نہ ہوں، کیونکہ جماعت کا زیادہ ہونا نماز لمبی ہونے سے افضل ہے" انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (27 / 148).

کاسانی رحمہ اللہ تعالی نے جو کہا ہے وہ اچھا ہے، لہذا امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے.

لہذا امام ایسا نہ ہو کہ وہ لوگوں کو نماز لمبی کر کے منتفر کرے حتی کہ نماز ان کے لیے مشقت بن جائے، اور اس کا یہ گمان ہو کہ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ غلط ہے! بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نماز کی ترغیب دلائے اور اس پر ابھارے چاہے اسے نماز میں تخفیف ہی کرنی پڑے، لیکن اس میں ایك شرط ہے کہ وہ نماز مکمل کرے، کیونکہ لوگوں کو مکمل اور تخفیف شدہ نماز پڑھانی ترك نماز سے بہتر ہے.

ابو داود رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی سے ایسے شخص کے متلق دریافت کیا گیا جو لوگوں کی امامت کرواتے ہوئے رمضان المبارك میں دو بار قرآن مجید ختم کرتا ہے؟

تو انہوں نے کہا: میرے نزدیك یہ لوگوں کی نشاط اور چستی کے مطابق ہونا چاہیے، اور ان میں مزدور بھی ہیں.

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" امام احمد رحمہ اللہ تعالی کی کلام اس پر دلالت کرتی ہے کہ امام کو قرآت میں مقتدیوں کی حالت کیا خیال رکھنا ہو گا، وہ ان پر مشقت نہ کرے ان کے علاوہ احناف وغیرہ فقھاء نے بھی یہی کہا ہے.

دیکھیں: لطائف المعارف (18)

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

بعض آئمہ کرام ہر رات ہر رکعت کے لیے قرآن مجید کی ایك مقدار متعین کر لیتے ہیں، اس میں آپ کی رائے کیا ہے؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

میں اس میں کچھ نہیں جانتا؛ کیونکہ یہ امام کے اجتہاد پر منحصر ہے اگر امام دیکھے کہ کچھ راتوں یا بعض رکعات میں قرآت لمبی کرنے میں مصلحت دیکھے کہ وہ نشیط اور چست ہے، اور وہ اپنے اندر اس کی قوت و استطاعت دیکھے، اور قرآت سے کچھ لوگ لذت حاصل کرتے ہیں تو کچھ آیات زیادہ کر لے تا کہ وہ خود بھی نفع حاصل کرے اور مقتدی بھی فائدہ اٹھائیں، کیونکہ جب وہ اچھی آواز اور خوشی کے ساتھ اور خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت کرے گا تو اسے بھی فائدہ ہے، اور اس کے مقتدیوں کو بھی.

تو اس طرح اگر وہ کچھ راتوں اور رکعات میں لمبی قرآت کرے تو اس میں ہمارے نزدیك کوئی حرج نہیں، الحمد اللہ اس میں وسعت ہے.

دیکھیں: فتاوی الشیخ عبد العزیز بن باز (11 / 335 - 336).

اور شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ تعالی سے یہ بھی دیارفت کیا گیا:

کیا نماز تراویح میں امام کو کمزور اور بڑی عمر کے لوگوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

ایسا کرنا تو سب نمازوں میں مطلوب ہے، چاہے وہ نماز تراویح ہو یا فرضی نماز؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم میں سے جو کوئی بھی نماز کی امامت کروائے تو وہ نماز کو ہلکا کر کے پڑھائے کیونکہ ان میں کمزور بھی ہیں، اور بچہ بھی اور ضرورتمند بھی "

لہذا امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے، اور قیام رمضان کے سلسلے میں وہ ان پر نرم رویہ اختیار کرے اور خاص کر اسے آخری عشرہ میں اور بھی نرمی اختیار کرنی چاہیے، اس لیے کہ سب لوگ برابر نہیں بلکہ مختلف ہیں لہذا اسے ان کے حالات کا خیال کرتے ہوئے انہیں باجماعت نماز ادا کرنے پر ابھارنا اور مسجد میں حاضر ہونے کی

ترغیب دلانی چاہیے، کیونکہ جب وہ نماز لمبی کرے گا تو اس نے لوگوں کو مشقت میں ڈالا اور انہیں وہاں آنے سے منتفر کیا ہے.

لہذا اسے ایسے کام کا خیال کرنا ہو گا جو انہیں وہاں آنے اور نماز کی ادائیگی میں رغبت دلائے، چاہے وہ نماز میں اختصار کرے، اور اسے لمبا نہ کرے کیونکہ وہ نماز جس میں لوگ خشوع و خضوع اور اطمينان حاصل کریں چاہے وہ کم لمبی ہی ہو اس نماز سے بہتر ہے جس میں خشوع و خضوع نہ ہو اور وہ اس سے اکتا جائیں اور سست ہو جائیں.

دیکھیں: فتاوی الشیخ عبد العزیز بن باز (11 / 336 - 337).

سوم:

سوال نمبر (20043) کے جواب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ نماز میں سورۃ کا کچھ حصہ تلاوت کرنا جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ پوری سورۃ پڑھی جائے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غالبا یہی فعل رہا ہے.

اور بعض علماء کرام - مثلا ابن صلاح رحمہ اللہ - نے نماز تراویح کو استثناء کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

اس میں سورۃ کا کچھ حصہ پڑھنا افضل ہے تا کہ اس کے لیے قرآن مجید ختم کرنے میں آسانی ہو سکے.

اور تحفۃ المحتاج میں ہے:

اس سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کچھ حصہ افضل اس وقت ہے جب وہ تراویح میں پورا قرآن ختم کرنا چاہے، اور اگر یہ ارادہ نہ ہو تو پھر سورۃ افضل ہے. انتہی

دیکھیں: تحفۃ المحتاج شرح المنهاج (2 / 52).

اور الموسوعۃ الفقهیۃ میں ہے:

امام مالك رحمہ اللہ تعالی سے ایك روایت میں ہے کہ انہوں نے سورۃ کے کچھ پر اقتصار کرنا ناپسند کیا ہے....

اور شافعیہ اور حنابلہ کا مسلك یہ ہے کہ سورۃ کا کچھ حصہ قرآت کرنا ناپسند نہیں اس کی دلیل مندرجہ ذیل فرمان باری تعالی کا عموم ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

تمہارے لیے جو آسان ہو قرآن میں سے وہ پڑھو.

اور اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی پہلی رکعت میں قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ پڑھتے تھے.

لیکن شافعیہ نے بیان کیا ہے کہ پوری سورۃ کی قرآت کرنی لمبی سورۃ کا کچھ حصہ تلاوت کرنے سے افضل ہے.... اور یہ تروایح کے علاوہ ہے، لیکن تروایح میں لمبی سورۃ کا کچھ حصہ تلاوت کرنا افضل ہے، اور اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ تروایح میں پورے قرآن کا قیام کرنا سنت ہے. انتہی باختصار

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (33 / 49).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

آپ کا امام نماز تروایح میں جب قرآن مجید پورا ختم نہیں کرتا تو اس کا قرآن مجید کی مختلف جگہوں سے قرآت کرنا جائز ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں، اگرچہ بہتر اور اکمل یہ ہے کہ وہ پوری سورۃ قرآت کرے.

واللہ اعلم .